ہیں فاتحِ خیبر اسد اللہ علیؓ

عرفانہ عفی۔ چکوال

صدرِ صف حق آگاہ علیؓ	سرتاج و سرفراز شہنشاہِ علیؓ
شاہد ہے شجاعانِ عرب کی تاریخ	ہیں فاتحِ خیبر اسداللہ علیؓ

ماہِ صیام بڑی برکتوں، رحمتوں سعادتوں، نعمتوں اور بخششوں والا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک کی ہر ساعت فیوض و برکات سے لبریز ہے اور ہر عمل اجر کے اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس ماہ کی رفعت و فضیلت یہ ہے کہ آقائے دو جہاں خود اس کا استقبال کرتے تھے۔ جب رمضان کا چاند نظر آتا تو آپ ﷺ فرماتے۔

''یہ چاند خیر و برکت کا ہے، یہ چاند خیر و برکت ہے میں اس ذات پر ایمان رکھتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا''۔

پھر ایک جگہ فرمایا: ''یہ ایک مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ سے رہائی کا ہے''۔

یوں تو انسان پیدا ہی عبادت اور ذکر الٰہی کے لئے ہوا ہے۔ کیونکہ عبادت انسان کے قلب کو جہاں مطمئن کرتی ہے وہیں ہزاروں نیکیوں کے دروازے بھی کھول دیتی ہے۔ پھر رحمت الٰہی کو بھی عبادت ہی اپنی طرف متوجہ فرماتی ہے۔ رمضان میں یہی عبادت انسان کو اس کی سوچ اور خیال سے بھی زیادہ عطا کرتی ہے۔

ذرا سوچیئے! رمضان کا مہینہ ہے حضور پاک ﷺ لوگوں کو، مسلمانوں کو رمضان کی فضیلت و اہمیت بتا رہے ہیں۔ ہزاروں نیکیوں کے دروازے کھل رہے ہیں۔ ان ہستیوں کا کیا کہنا جو آقا کی آغوش عاطفت میں ہمہ تن عبادت کر کے تربیت پا رہی ہیں۔ ان میں ایک عظیم ہستی جن کو برگزیدہ خطاب **انا مدینة العلم و علی بابها.** فاتح خیبر و خندق اور اسداللہ سے سرفرازی حاصل ہوئی۔

سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے رسول پاک ﷺ اپنی چچی جناب فاطمہ بنت اسد (والدہ حضرت علیؓ) کے گھر تشریف لے جاتے ہیں تو چچی اپنے بھتیجے کی تعظیم کے لئے کھڑی ہوجاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے چچی تم میری ماں کی طرح بزرگ ہو پھر میری تعظیم کیوں کرتی ہو۔ جبکہ میں تمہارے لئے مثل بچے کے ہوں"۔

جناب فاطمہ بنت اسد نے کہا بیٹا تمہاری آمد پر میں از خود کھڑی نہیں ہوتی بلکہ جو روح میرے پیٹ میں پرورش پا رہی ہے وہ بے چین ہو جاتی ہے اور مجھے بے چین کر کے کھڑا ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اور وہ روح مولا علی کی تھی۔ روایت ہے کہ مولا علیؓ کی پیدائش کا وقت قریب آیا آپ کی والدہ درد زہ سے بے قرار ہو گئیں۔ آپ خانہ کعبہ کے قریب تھیں۔ خانہ کعبہ کے پیچھے کی طرف آپ کی موجودگی اور ولادت کے قریب سے قریب تر ہونے سے مشکل کو مشکل تر بنا دیا تھا کہ اس وقت فوری طور پر کہاں جائیں۔ یکا یک دیوار کعبہ شق ہوئی اور آپ اندر داخل ہوئیں اور بچہ پیدا ہو گیا۔

کچھ دیر مصطفیٰ کریم ﷺ تشریف لائے بچے کو دیکھ کر خوشی ہوئی اور علی نام رکھا۔ بچے کو غسل دیا۔ اپنی مبارک زبان بچے کے دہن میں دی بچہ زبان کو چوسنے لگا اور چوستے چوستے سو گیا۔ سبحان اللہ۔

حضور پاک ﷺ اپنے چچا زاد بھائی سے بہت انسیت رکھتے تھے اور مولا علیؓ آپ ﷺ سے بہت محبت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے اپنے خاندان کو اکٹھا کیا اور دعوت اسلام دی جب کوئی بھی نہ اٹھا تو حضرت علیؓ اٹھے تب نبی پاک ﷺ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تو میرا بھائی دوست اور وزیر ہے۔

آپ نے جنگ تبوک کے سوا تمام جنگوں میں حضور پاک ﷺ کے ساتھ شرکت فرمائی ہر جنگ میں علم آپ کے ہاتھ رہا۔ جنگ میں جدھر جاتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔ حضرت علیؓ اپنی عبادت، ریاضت، شجاعت، فصاحت، بلاغت، عدل، معاملہ فہم اور حضور پاک ﷺ سے محبت میں بے مثال تھے۔

آپ کی عبادت میں محویت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ پائے مبارک میں ہڈی پیوست ہوگئی اور جسم سے ہڈی نکالنے کی تمام تدبیریں بیکار ہو کر رہ گئیں تو رسول پاک ﷺ نے یہ نسخہ فرمایا:

کہ علیؓ جس وقت نماز میں مشغول ہوں تو پوری طاقت سے ہڈی نکالی جائے۔ چنانچہ یہی ہوا، مولائے کائنات کا سر سجدہ میں تھا تو پوری طاقت سے ہڈی نکال لی گئی مگر نہ آپ کی شان استغراق میں فرق آیا اور نہ آپ کو خبر ہوئی کہ کیا ہو رہا ہے؟۔۔۔

اللہ عزوجل کے یہی عبادت گزار، سید ابرار، شیر پروردگار، خلافت راشدہ کی یادگار امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کوفہ میں ماہ صیام کے لیل و نہار عبادت خالقِ غفار میں اس انداز سے گزار رہے تھے کہ امور خلافت کی انجام دہی سے جو وقت ملتا تھا وہ مکمل طور پر یاد الٰہی کے لئے وقف تھا۔ آپ کے حکم مبارک سے مسجد کوفہ میں روزہ کشائی کا وسیع اہتمام ہوتا تھا۔ صائمین کی روزہ کشائی کا تمام انتظام و انصرام حضرت حسنین

کریمین رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ اس وسیع ترین دستر خوان میں شرکت کی کوفہ کے ہر مسلمان کو عام اجازت تھی۔ بہترین شربت اور انواع و اقسام کی غذائیں ہوتی تھیں۔ مگر سبحان اللہ میزبان محفل گوشہ مسجد کے ایک مصلے پر بیٹھ کر ایک تھیلی سے جو کے ستو نکال کر ایک چٹکی سے روزہ افطار کر کے پانی پی لیتے تھے۔ جب تمام مسلمان افطاری سے فارغ ہوجاتے تو آپ امت مسلمہ کی امامت فرماتے تھے۔ یہ عبودیت اور روحانیت کے وہ مقام ہیں جس سے عبد اور معبود کے درمیان مضبوط تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ حدیث قدسی ہے ''جو بندہ میرا قرب (اللہ کا قرب) حاصل کرلیتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے میں اس کا نطق و دہن بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور کھاتا پیتا ہے میں اس کے دست و پا بن جاتا ہوں جس سے وہ چھوتا اور چلتا پھرتا ہے''۔

غرض اللہ کی ذات والا صفات اپنے بندے کی رمضان میں ہر عبادت کا 70 گناہ اجر زیادہ دیتا ہے۔ اس کی ریاضت اور سخاوت کا صلہ اپنے قرب کی صورت دیتا ہے۔ اپنی رحمتوں کے دروازے ہر اس مومن کے لئے کھول دیتا ہے جو رب کی راہ پر چل نکلے۔

حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ روحانیت، ولایت، معرفت و امامت کے درجات حاصل کر چکے تھے لیکن سیدالانبیاء حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اپنی شہادت کی بشارت سن چکے ہیں۔ اس بات پر انہیں یقین کامل تھا کہ یہ نعمت عظمٰی بھی اللہ کی ذات سے ایک دن انہیں ملے گی۔ وصال الٰہی کی لذت میں سرشار ہیں کہ ۴۰ھ کا رمضان آ گیا۔ اس رمضان میں آپ کو سو گنا لطف آنے لگا۔

سیدنا علی المرتضٰیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان امور سلطنت کے تنازع نے جنگ کی صورت اختیار کرلی تھی۔ بعد میں معاملہ بخوبی طے ہوگیا جنگ نہ ہوئی۔ اسلام کی طاقت کا آپس میں برسر پیکار ہوجانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔

شیطان ہر دور اور ہر روپ میں ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ وہ کوئی بھی موقع اور کسی روپ میں غفلت میں سما جائے تو چھوڑتا نہیں۔ چنانچہ شیطان (جو مسلمان کی جماعت کو پھلتا پھولتا دیکھ کر تڑپ رہا تھا) نے اپنی سی ایک جماعت تیار کر کے اس کے ذہن اور قلبی صلاحیتوں کو سلب کرلیا اور اس جماعت کے ذہن میں خناس بھر دی کہ امیر معاویہؓ اور مولائے کائناتؓ اسلام سے خارج ہوگئے ہیں۔ یہ شیطانی جماعت اعلانیہ ان حضرات کو کافر کہنے لگی۔

حضرت علی کرم وجہہ اپنی عادت کریمہ کے مطابق بڑی ملاطفت سے ان لوگوں کو پند و وعظ فرماتے لیکن وہ شیطانی نرغے میں آئے ہوئے ذہن صراط مستقیم سے دور رہے۔ اس گروہ کے سر برآوردہ شریرالنفس دو شخص تھے۔ عبداللہ بن وہب رابسی اور حرقوص بن زبیر سعدی، جو کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے اور خلافت کا اقتدار ختم کرنے کی تدابیر میں مصروف رہتے۔

حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو بلاکر سمجھایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہم اس وقت تک جب تک تم اعلانیہ بغاوت اور حملہ آوری کی مرتکب نہیں ہوگے تمہارے خلاف تادیبی کاروائی نہیں کریں گے۔

عبداللہ بن وہب کی سرکردگی میں ۱۰ شوال ۳۸ھ کو یہ لوگ کوفہ سے فرار ہوگئے اور ہر جگہ مسلمانوں کو کافر کافر کہہ کر قتل کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے افواج خلافت کی سیادت فرمائی اور ان کا استیصال فرمادیا۔

۴۰ھ میں خوارج کے چند ممتاز لوگوں نے باہمی مشاوت سے طے کیا کہ ۱۷ رمضان صبح نماز کے وقت حضرت علیؓ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو کوفہ، دمشق اور مصر میں ایک ہی وقت میں قتل کردیا جائے۔

عبداللہ بن ملجم مرادی نے حضرت مولائے کائنات، عمرو بن بکر تمیمی سعدی نے حضرت عمر بن العاصؓ اور برک بن عبداللہ تمیمی نے حضرت امیر معاویہؓ کے قتل کا قصد کیا اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی۔

حضرت مولا علی کرم وجہہ سترھویں شب رمضان المبارک بروز جمعہ اپنی عادت کریمہ کے مطابق **ایھا الناس الصلوۃ الصلوۃ** کہتے ہوئے دروازہ مسجد میں داخل ہوئے۔ ابن ملجم نے زہر کی بجھی ہوئی تلوار سے سر مبارک پر سامنے سے حملہ کیا۔ سر کے اگلے حصے میں تلوار پیوست ہوگئی اور خون نکلنا شروع ہوگیا۔ حضرت علیؓ نے فوراً حضرت جعدہ بن ہبیرہؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب حیدر کرارؓ پر غشی طاری ہوئی تو آپ کو اپنے مکان پر پہنچادیا گیا۔

نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد ابن ملجم کو امیر المومنین کے حضور پیش کیا گیا۔ آپؓ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تو بھی اسی تلوار سے مارا جائے گا۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنینؓ نے نہایت سکون قلب کے ساتھ خطبہ فرمایا۔

اے ابنائے عبدالمطلب، اے بنو ہاشم، اے مسلمانو آگاہ رہو کہ میرے بعد لوگوں کو خونریزی کی ترغیب نہ دینا اور میری شہادت کو حیلہ بنا کر مسلمانوں کے جذبات کو ایک دوسرے کے خلاف نہ ابھارنا۔ قاتل موجود ہے اس نے سب کے سامنے اقرار قتل کیا ہے۔ میرا قصاص بجز میرے قاتل کے اور کسی کے ذمہ نہیں ہے۔

اے میرے بیٹے حسنؓ! اگر میں اس ضرب تیغ سے شہید ہوجاؤں تو تم بھی اسی تلوار سے قتل کو ایسا ہی ایک وار مارنا۔

حضرات حسنین علیہا السلام کو طلب فرما کر یہ آخری وصیت فرمائی۔ میرے پیارے بیٹو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم لوگ دنیا میں مبتلا نہ ہونا، اگرچہ دنیا تمہیں اپنے فریب میں مبتلا کرنا چاہے تم دنیا کی کسی چیز کے حاصل نہ ہونے پر افسوس نہ کرنا، ہمیشہ حق کہنا، یتیم پر رحم کرنا، بیکسوں کی امداد کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے معین و مددگار رہنا، کتاب اللہ پر عمل کرنا، اللہ تعالیٰ کے احکام کو مسلمانوں اور

دوسروں تک پہنچانے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنا۔

حضرت حسنؓ کو روحانی امامت اشارات میں سپرد فرمائی۔ یہاں تک کہ وصال کا وقت قریب آ گیا۔ آپؓ نے کچھ وصیتیں مسلمانوں کے لئے قلمبند کرائیں اور قبلہ رو کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ روح مبارک جسم اطہر سے پرواز کر گئی۔ شہادت کا دن سہ شنبہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ ہے۔ حضرت امام حسنؓ نے ایک ہی وار سے شیطان ملجم کو جہنم واصل کر دیا۔

بے شک شہادت ہزاروں نعمتوں سے افضل ہے۔ مولائے کل حیدر کرارؓ نعمتوں اور رحمتوں کے مہینے میں شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہوئے۔ آپؓ نے آخری کلمات میں پند و نصائح فرمایا۔ اس کی ضرورت آج ۱۴۳۱ھ کو بھی ہے۔ آج بھی شیطان کسی نہ کسی شکل میں ہمارے درمیان گھسا ہوا ہے۔

آج بھی شیطان کے جماعتی اسلام اور مسلمانوں پر وار کر رہے ہیں۔ آج ہمارے گھر، بازار، سکول، مساجد حتی کہ ہماری عزتیں محفوظ نہیں۔ مگر حضور سرور کائنات ﷺ کے چاہنے والے، علی حیدر کرارؓ کو مولا ماننے والے اور حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کا ماتم کرنے والے شیطانی قوتوں سے برسرپیکار ہیں۔ آج رمضان المبارک کی یہ ساعتیں علی شیر خداؓ کے پیغام کو یاد دلانے کا کہہ رہی ہیں۔ عزم و ہمت کا یہ مینار ناقابل تسخیر قوت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

اے اہل اسلام جہاں جہاں اور جس جس روپ میں کفر و باطل کی رزم آرائی ہے ''یا علیؑ'' کا نعرہ لگا کر باطل کی طاغوتی، استحصالی، سامراجی طاقتوں پر ٹوٹ پڑ اور یاد رکھ!

فتح و نصرت تیرا ہی مقدر ہے۔ اگر تو! سامنے آستانہ حیدر کرارؓ کو دیکھ۔۔!

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں وائس پرنسپل کالج آف شریعہ دی منہاج یونیورسٹی محترم ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری کی والدہ محترمہ بقضائے الٰہی انتقال فرما گئیں۔ لاہور میں مرحومہ کے جنازہ میں مرکزی امیر تحریک صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، شیخ الحدیث علامہ محمد معراج الاسلام، قائمقام ناظم اعلیٰ تحریک شیخ زاہد فیاض، مفتی اعظم تحریک علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی کے علاوہ منہاج یونیورسٹی کے اساتذہ کرام اور تحریک کے قائدین نے بھرپور شرکت کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بذریعہ فون بیرون ملک سے ڈاکٹر ظہوراللہ الازہری سے اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور پسماندگان کو صبر جمیل کی تلقین فرمائی۔